رسالہ

جسکا نام ہے

مردونکو ایک سی زیادہ شادی کرنا

تصنیف کیا ہوا

فقیر ممتازیہ ڈاکٹر سید غلام حسین حسنوی مصنف تدبیر لقا بہ نسل انسان وغیرہ کا

اہتمام سے

سید اولاد علی مدرس گورنمنٹ کالج و مہتمم مطبع ممتازیہ واقع آگرہ محلہ ساہن کٹرہ مین

طبع ہوا

ضخامت دو جز قیمت [illegible]

سنہ ۱۸۸۹ء

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر گروہ والے اپنے مذہب کو اللہ کی طرف سے جانتے ہین اور بانی مذہب کو سچا رسول یا رہنما یا نائب خدا مانتے ہین اور بہت سے مسائل مین تو تمام مذاہب کا اتفاق ہے مثلاً جھوٹ و زنا و قتل و چوری وغیرہ کی برائیون - دیانتداری و رحمدلی و ہمدردی و راستبازی وغیرہ کی بھلائیون کے سب قائل ہین مگر بہت سے مسئلے متنازعہ فیہ بھی ہین - چنانچہ جنمین اختلاف ہے اُن مین سے ایک کثرت ازدواج بھی ہے - مسلمان کہتے ہین کہ اس بارے مین ہمارے سچے رسول کے ذریعہ سے ہمکو یہہ حکم پہنچا ہے

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَثَ وَرُبَعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَالِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا ۝

یعنی پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو سوائے اُنکے عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم یہہ کہ نہ عدل کرو تم پس ایک ہے - یا جسکے مالک ہون داہنے ہاتہہ تمھارے - یہہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ بے انصافی کرو -

اس آیت کی رو سے اکثر مفسرین نے تو چار نکاح تک کرنا بلا حجت جایز ٹھہرایا ہے مگر بعض صاحب لفظ تعدلوا پر زور دیکر کہتے ہین کہ کئی عورتون کے تمام حقوق مساوی سمجھنا محال ہے اسلئے یہہ حکم ایسا ہے کہ گویا ایک سے زیادہ عورت کرنا درست ہی نہین ٭

جین مت والے تو سنا ہے کسی حالت مین دوسری بیوی کرنا جایز نہین سمجھتے اور دیگر ہندوون کا حال بیانات ذیل سے ظاہر ہوگا ٭

جاگولک اسمرتی کی پہلی ادہیا اشلوک ۷۳ مین لکھا ہے کہ اگر عورت شرابی یا دایم المریض یا فضول خرچ یا بیہودہ گو یا خاوند سے بغض وحسد رکھنے والی ہو یا جسکے لڑکیان ہی پیدا ہوتی ہون تو دوسری شادی کرنا جایز ہے اور بموجب اشلوک ۷۴ منکوحہ اول کی بہی پرورش کرتا رہے۔ پس ان ہر دو مذکورہ بالا اشلوک سے صرف ایک عورت کا کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن اشلوک ۸۷ و ۸۸ مین جو لکہا ہے کہ ہم قوم کی عورت ہوتے ہوئے دوسری ذات کی عورت سے مذہبی امور مثلاً جگ وغیرہ نہ کراوے اور اپنی قوم کی متعدد عورتین ہون تو اُن مین جو بڑی یعنی پہلے منعقد ہوئی ہو اُس سے سرانجام کراوے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ سابق مین بہی ایک مرد کے کئی عورتین ہوتی تہین اور وہ جایز سمجہی جاتی تہین ٭

منو سمرتی کی نوین ادہیا اشلوک ۸۰ و ۸۱ مین لکہا ہے کہ عورت شراب خوار یا فقرا کی خدمت نہ کرنے والی یا دایم المریض یا دولت برباد کرنے والی یا بانجہ ہو یا اوسکی اولاد زندہ نہ رہتی ہو یا لڑکیان جنتی ہو اور لڑکے نہ ہوتے ہون یا بدزبان ہو تو دوسرا بیاہ کرلینا چاہئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بلا عذر مذکور ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری نہ کرے۔ مگر نوین ادہیا کے ۱۲۲ سے لیکر ۱۲۵ تک اور ۱۴۸ سے ۱۵۶ تک جو اشلوک تقسیم

حصص مین ہین اور اشلوک ۱۹۰ سے پایا جاتا ہے کہ ست جگ یعنی پچھلے نیک زمانہ مین بھی ایک مرد کئی عورتین کرتا تھا اور چونکہ وہ بیاہی جاتی تھین اسواسطے ہر ایک کی اولاد کو باپ کے مال سے حصہ ملنیکا حکم ہے ؛

مسطورہ بالا احکام برہمن چہتری و ویش نین برنونسے متعلق ہین اور شودرون کی بابت بقول پنڈت شادی رام صاحب مصنف تریپیہ سندیہہ مین لکہا ہے کہ اون کی قوم و خاندان مین قدیم سے جیسا رواج ہو اسیکے مطابق ایک یا کئی عورت کر سکتے ہین ؛

پنڈت صاحب موصوف یہ بھی فرماتے تہے کہ قانوناً تو متعدد عورتون کا بھی جایز و رایج ہے لیکن وشسٹ شاستر مین لکہا ہے کہ جب کوئی ایسا مغلوب الشہوت ہو کہ غیر عورتون کی طرف خیال جاوے اور کسیطرح طبیعت قابو مین نہ آئے تو دو یا تین یا چار شادی تک کر دیا جاوے مگر سب کے ساتھ یکسان توقیر برابر رکہے ذرا بھی فرق نہونے پاوے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ مہابھارت وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص راجہ کو اسقدر عورتین کرنا جایز ہے کہ جہانتک نکیے کام دیو فرو ہوسکے ؛

تاویلات کرتے ہیں یا درست ہے کہ ہندوؤن مین کئی شادیان کرنا دہرم شاستر کے خلاف نہین ہے مگر چند شیون کا قول سنا اور ایک کتاب مین بھی پڑہا کہ کئی عورتون کی نسبت ایک عورت کرنا بہتر و افضل ہے ؛

جون ڈیون پورٹ صاحب کے قول کو صحیح مانا جائے تو اونہون نے اپنی کتاب اپالوجی آف محمد اینڈ قران میں انجیل کی کئی آیتون سے ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیون مین ایک سے زیادہ نکاح کرنا اونکی شرع کے احکام کے خلاف نہین ہے ؛

ایک معزز و محقق میرے مہربان پادری صاحب نے عندالتذکرہ فرمایا کہ انجیل اقدس

کی آیتون سے تو صرف یہہ ثابت ہوتا ہے کہ خادم دین ایک سے زیادہ بیوی نہ کرین۔ دوسرون کے واسطے اُسکی قید نہین ہے مگر سرد ملکون مین جہان ایک جورو السب سمجھی گئی ہے۔ کثرت ازدواج والا اونچی سوسائٹی کا ممبر نہین ہوسکتا اور یہہ اخلاقی امر ابہ مذہب کے پیچ پر چڑہا دیا گیا ؛

ہندوستان مین مسلمان و ہندو و عیسائی جو زیادہ ہین اور اُن مین سے ہی بعض بعض کی ان اوراق پر نظر پڑنے کی امید ہے اُن کا مذہبی قول تو یہہ ہے جو بیان ہوا لیکن جیسا اثر مذہب کا طبیعت پر ہوتا ہے اُسکے قریب ہی رسم و رواج کا ہے۔ اب اُس کی طرف دیکھنے سی جو معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے ؛

ایسے مسلمان تو آج کل شاید کم ہون گے جو لفظ تَعَدُّدِ لُو ُم کا خیال کرکے ایک سے زیادہ نکاح نہ کرین مگر افلاس سے یا میسر نہونے کے سبب یا رواج کم ہونیکے باعث اکثر ایک ہی بیوی کرتے ہین لیکن اُنکے سوا جو زمانہ کے سُر کے ساتھ اپنا سُر ملاتے ہین قریب قریب سب اسی کے قایل ہین کہ از روئے مذہب چار بیوی تک کرنا جایز ہے ؛

جین مت والے تو ایک سے زیادہ بیوی ہرگز نہین کرتے اور دیگر ہندوؤن مین بھی زیادہ تر ایک ہی زوجہ کرنے کا رواج ہے مگر بنگالہ کے کلین برہمن اور راجہ و رئیس و چھتری اور بعض ویش اور اکثر شودر کئی بیویان کرلیتے ہین اور اس فعل کو ناجایز بھی نہین سمجھتے ؛

بقول جون ڈیون پورٹ صاحب یونان و روما و فرانس وغیرہ کے عیسائی زمانہ سابق مین ایک سے زیادہ نکاح کرتے تھے مگر رومن کیتھلک کے پادریون کی تعلیم سے (جنکو دینی کام سپرد ہونے کے باعث ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت نہ تھی) اور ان مین بھی صرف ایک بیوی کرنے کا رواج ہوگیا اور اب اس رسم کا اثر مغربی لوگون پر یہانتک

پڑا کہ کوئی اُن مین ایسا کرے تو وہ مستوجب سزا ہوتا ہے اور شرقی لوگون مین کئی نکاح جائز ہونے کے سبب اُن پر وہ طعن کرتے ہین ٭

جس حالت مین رسم و رواج یا مذہبی احکام کے سبب کروڑون آدمی ایک سے زیادہ بیوی کرنے کو جائز سمجھتے ہین اور کروڑون ناجائز۔ تو ہر ایک غور کرنیوالے کی طبیعت ضرور اس مسئلہ کی تحقیق کی جانب مائل ہوتی ہوگی۔ پس کل تنازعہ فیہ مسائل کے کھوٹا کھرا پرکھنے کے لئے جو دو کسوٹی ہین ایک احکام مذہبی۔ دوسرے دلائل عقلی۔ اُسی سے اُس کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ مگر پرکھنے سے پہلے یہہ جاننا ضرور ہے کہ کون آدمی کس کسوٹی کو پسند کرتا ہے چنانچہ بہئیت مجموعی کل مذاہب پر نظر ڈالی جائے تو چار قسم کے آدمی پائے جاتے ہین ٭

اوّل صلحاء صادق و فقراء کامل کا گروہ جنکو کسی کے تنازعہ و بحث سے سروکار نہین۔ اپنی ایک دُھن مین لگے ہین۔ جو سمجھگئے وہ سمجھے ہوئے ہین۔ بلکہ کھوٹا پرکھین نہ کھرا ٭

دوسرے گروہ ہین جو آجکل پرانی فیشن کے کہلاتے ہین ٭

یہہ اگر مسلمان ہین اور اون کا لباس دیکھئے تو نہ سر پر عربی عمامہ ہے۔ نہ گلے مین ڈہیلا کرتہ۔ نہ ٹانگون مین تہمد۔ اور نہ کاندہے پر بردیمانی یا کالی کملی کہانا دیکھئے جو و کہجور و روغن زیتون کیا ثرید و ہریسہ سے بھی نفرت کرتے ہین۔ وہ شیرین کلامی کو سون نہین کہ غیر قوم کا آدمی شمشیر برہنہ لیکر مارنے کو آئے اور پکا مسلمان ہوجائے نہ وہ شجاعت ہے کہ شرک دور کرنے کے لئے تین آدمی تیس ہزار مین گہس جائین اور نعرہ تکبیر سے بڑے بڑے

دلیرون کے دل ہلا دین اور سب کو نوک دم بگا دین - نہ وہ دیانت کہ اپنی بات کرنا ہو تو بیت المال کے تیل سے روشن چراغ کو بجھا کر اپنے تیل سے چراغ روشن کرائین - نہ وہ خلق کہ اون کی حرکات و سکنات دیکھکر لوگ ایمان لے آئین نہ وہ مروت کہ بیگانون کا جگر چبانے والون کی خطا معاف کر دین - نہ وہ علم کہ سر پر کوڑا اوٹھانے والون کی تیمارداری کرین - نہ وہ اطاعت کہ عین موقع جنگ پر بھی چابک گر پڑے تو برابر کے پیدل سے بدین خوف نہ مانگین کہ شاید سوال مین داخل نہ ہو جو حرام ہے - خود گھوڑے سے اوتر کر اوٹھائین نہ وہ لیاقت کہ بموجب حکم اطلبوا العلم ولو کان بالصین یونان و ہند کے علوم قدیم کی وہ چھان بین کرین کہ مخالف بھی لوہا مان جائین اور سیکڑون ہزارون باتین نئی ایجاد کر کے دیکھائین ✤

اگر ہندو ہین تو نہ سر پر لٹو دار پگڑی ہے - نہ بدن مین چین دار نیچا جامہ - نہ بتیسیری دہوتی - نہ موٹے کپڑے کی ساڑہی - نہ اونی لبستر نہ مرگ چھالا کی پوشش نہ کھانے کے لئے درختون سے گرے ہوئے پہل ہین نہ بناس تپی نہ مول - نہ وہ انتہا درجہ کا رحم ہے کہ اپنا ئے جنس کیا حیوانون کی کشیا کرنے کو دہرم سمجھین - نہ وہ ریاضت کہ عمر کا بڑا حصہ جوگ و تپسیا مین ہی کاٹ دین - نہ وہ ہمت کہ سیتا باندہ کر لنکا پر چڑہ جائین - نہ وہ خلق کہ جنگلیون کو اپنا بنا لین ✤

عیسائیون کو دیکھئے تو کہان ہے وہ سادہ نیچا کوٹ - کہان ہے وہ مچھلیون کا کھانا - کہان ہے وہ حلم کہ کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال روبرو

کردین - کہان ہے وہ انسانی ہمدردی کہ بلاغرض عمر بھر مریضون کے معالجہ
مین مصروف رہین ؞

الغرض زمانہ کے تغیرات نے ان کی حالتون کو ایسا بدل دیا ہے کہ پہلی سی رنگت نہ
پہلی سی بو ہے - مگر یہہ لوگ دل مین یہی سمجھتے ہین کہ ہم اسی دین و آئین پر ہین جسپر
ہمارے آبا و اجداد تھے - گو انکا لباس و طعام و طریق و صورت و سیرت کیسی
ہی متغیر ہو گئی ہو مگر گفتگو کے وقت اپنے اپنے مذہب و قدیمی رواج کو پسند کرتے
ہین فعل چاہے جیسے ہون لیکن زبانی حد شکنی کو برا جانتے ہین ؞

تیسرے گروہ کے وہ آدمی ہین کہ جب زمانہ پلٹا کھاتا ہے تو اپنے تمام انتظام
معاشرت کو آہستہ آہستہ بدل ڈالتے ہین مگر مذہب و رواج کو بھی ساتھ
رکھتے ہین یعنی ہر ایک تغیر کو بذریعہ تاویلات مذہبی احکام سے ملا دیتے ہین ؞
چوتھے - وہ ہین جو زمانہ کی ہوا کو ذرا بھی بدلتا دیکھین تو زمانہ سے پہلے خود
پلٹا کھانے کو طیار ہین - رسوم قدیم کے مٹانے کی دُہن سگے تو خواہ کچھہ روز بعد پہر
اُسی کو اختیار کرین مگر ایکبار تو اچھے کا خیال رکھین نہ برے کا بالکل کا یا پلٹ
کردین - طب کی طرف دہیان جائے تو بقراط و افلاطون کے مسائل کو منسوخ کرکے
اپنے مسئلے جمائین اور پہر اُن پر بھی قایم نہ رہین اور کچھہ نئی بات سوجھے تو اسکو
اختیار کرلین - دیگر علوم پر نظر ڈالین تو بڑے بڑے نامی حکماء سلف کی غلطیان
نکال کر اپنی تحقیقات کو صحیح جانین - مذہب کی طرف توجہ کرین تو جہانتک ممکن
ہے مذہبی احکام کو [illegible] - جو نہ ملے تو اوسے مصنوعی و افترائی
قول ٹھہرا کر خارج کردین - الغرض اس گروہ کے آدمی بظاہر ایک مذہب کے کچھہ پابند

ہوتے ہین لیکن در حقیقت حدود مین مقید رہنے کو مانع ترقی سمجھکر اپنی عقل اور قانون قدرت کو رہنما جانتے ہین اور انکا حال ہمیشہ دگرگون ہوتا رہتا ہے *

اب ان چار گروہ مذکورہ بالا مین سے پہلے گروہ کو تو خارج کر دینا چاہیے کیونکہ وہ کسی کی سنین نہ اپنی کہین۔ دوسرے گروہ والے جنکے افعال گو مذہب و رسوم قدیم کے خلاف ہون لیکن اقوال اُنکے وہی ہوتے ہین جو زمانہ حال سے پہلے کی کتابون مین پڑہے یا لوگون سے سُنتے ہین پس اپنے اپنے مذہب و رسم کے مطابق اس مسئلہ مین بھی اُسکے سوا اور کچھ کھنا اور سنتا نہین چاہتے جو پہلے شروع مین لکھا ہے اور عقل کو دخل نہین دیتے۔ تیسرے گروہ والے افضل الناس اعقل الناس کے بموجب عقل کو بہترین آدمیون مین سے سمجھتے ہین اور عقل سے بھی کام لیتے ہین۔ بدینوجہ اس مسئلہ کی بابت ہم انسے گفتگو کر سکتے ہین لیکن ہر بات مین ان کا نشانہ یہی احکام مذہبی ہین حدود شرعی سے باہر نہین ہوتے اگر کوئی مسئلہ بظاہر زمانہ کے مطابق نہ معلوم ہو تو بذریعہ تاویلات چسپان کر دیتے ہین اور دوسرے کی بابت یا مذہب سے سروکار نہین رکھتے۔ انکے نزدیک بھی کھوٹا کھرا پرکھنے کے لئے احکام مذہبی کے سوا کوئی کسوٹی نہین ہے۔ چوتھے گروہ کے آدمی جسطرف اکثر طبیعتون کا میلان آج کل ہے اور جو قانون قدرت کو اپنا رہنما جانتے ہین اور کسی ایک حالت پر قایم نہین رہنا چاہتے۔ دل چلون کے دل کا غبار نکالنے کے لئے یہہ عمدہ جلسہ اور عقل کے گھوڑے دوڑانے والون کو وسیع میدان ہے *

اگرچہ ہر سہ فریق مذکورہ بالا مین کسی کو یارا دم زدن نہین اور یہان ہر طرف سے آزادی آزادی کی صدا آتی نہ ہے۔ اونکو کچھہ کہنے یا کرنے کی ممانعت ہے نہ اعلی کو مگر تجربہ سے یہہ ہی ظاہر ہے کہ کلام الملوک ملوک الکلام یا تو امیرون و رئیسون کی رائے کو وقعت ہوتی ہے یا مشہور و نامی حکما و علما کی رائے کو۔ پہر مجھے اپنی رائے کا ظاہر کرنا فضول ہے جبکہ مین کوئی رئیس ہون نہ بڑا مشہور عالم۔ لیکن اس فریق کے اصول کے مطابق مجھکو بھی اختیار حاصل ہے بدین وجہ اس مسئلہ کی بابت جو کچھہ میری سمجھہ مین آرہا ہے وہ لکھتا ہون ❊

قبل اسکے کہ خاص مسئلہ کی بابت کچھہ لکھون چند باتون کا جتلانا ضروری سمجھتا ہون ❊

اوّل۔ اکثر یوروپین مہذب اور اونکے مقلد کثرت ازدواج کو عیاشی مین داخل کرکے اسے ناجائز سمجھتے ہین مگر مین ایک منکوحہ سے بھی کثرت مباشرت کو از روے طب جائز نہین جانتا بلکہ اوس ایک شخص کی مانند جو دنیا کے تمام جھگڑون کو عورت کی وجہ سے بتایا کرتا تھا مین اکثر خرابیون کو کثرت مباشرت سے منسوب کرتا ہون ❊

نومن کلیچر آف ڈزیزز مین ۱۱۴۶ بیماریان شمار کی گئی ہین۔ بیدون سنے بیماریون کا شمار ۱۱۶۷ لکھا ہے عام مسلمانون سے سنا کہ تین ہزار بیماری ہوتی ہین جنمین سے ایک ہزار کا حال تو اطبا کو معلوم ہے باقی کا حال و علاج خدا جانتا ہے۔ بہر حال جسقدر امراض دنیا مین آدمیون کو ہوتے ہین

سب نہین تو نصف یا کچھ کم تو میرے نزدیک ایسے ضرور ہین جنکا سبب مجامعت
کو مین کہہ سکتا ہون کیونکہ کچھ امراض تو ایسے ہین جو بے احتیاطی سے ہوتے ہین
جیسا کہ آتشک وسوزاک والی مریضہ کے ساتھہ مجامعت کرنے سے یہہ امراض اور
اُنکے نتائج مثلاً وجع مفاصل - بیسیون جلدی و دماغی بیماریان حبس البول
وغیرہ پیدا ہوتی ہین - شکم سیری مین یہہ فعل کرنے سے فالج - لقوہ - نقرس -
دردکمر - درد پشت - قولنج - عرق النسا - داء الفیل - ورم خصیہ وغیرہ - د
خلوء معدہ مین کرنے سے ضعف بصر - لاغری - خفقان - یرقان - سل وغیرہ
عوارض مین سے کوئی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے - بعد جماع سرد پانی پینے یا
اُسمین نہانے سے بقول اطبا رعشہ و استسقا و استرخا ہو جاتا ہے ◆

بہت سے امراض مثلاً ضعف بصر - دوران سر - سوزش حرام مغز - مرگی -
جنون - فالج - خفقان - جریان - ذیابطیس - سل وغیرہ جماع کی زیادتی سے
پیدا ہوتے ہین اور صرف یہی امراض کیا زیادتی کے سبب سے کمزوری و ناتوانی
جو ضرور پیدا ہوتی ہے وہ سیکڑون بیماریون کی بنا ہے ◆

سید احمد خان صاحب بہادر نے اسپر مضمون لکھنے کا جو اشتہار دیا ہے کہ
مسلمانون کے لڑکے کیا طبعاً غبی ہوتے ہین ؟ اور بچپن مین تو ذہین معلوم
ہوتے ہین مگر بڑے ہو کر کیون غبی ہو جاتے ہین ؟

پس وہ مضمون تو اس وجہ سے نہین لکھا کہ چھوٹے مُنہ سے بڑی بات
نکالنا فضول ہے لیکن اس بارہ مین جو میری رائے ہے اُس کا خلاصہ
بھی یہی ہے کہ مسلمانون مین اگر یہہ قباحت درحقیقت ہے تو اُسکا بڑا سبب کثرت

مباشرت ہے - کیونکہ جب کوئی اس فعل کی زیادتی کرتاہے تو اول لاغری و کمزوری
شروع ہوتی ہے - پھر بھی باز نہ رہے تو دل غمگین رہتاہے - آدمیون
کی صحبت سے نفرت ہوجاتی ہے - کام کرنے کو جی نہین چاہتا - تھوڑی محنت
سے دل دھڑکنے لگتاہے - ہربات مین خوف کرتاہے - قوت حافظہ کم ہوجاتی
ہے - قوت متخیلہ مین فتور ہوجاتاہے - مزاج مین چڑچڑاپن آجاتاہے - تمام
کام سستی سے کرتاہے - جریان منی - یا ضعف باہ یا نامردی یا جنون یا
حدتش حرام مغز یا ذیابیطس یا خفقان یا سل کا عارضہ ہوجاتاہے اور
آخر کسی سخت مرض کا بیمار ہوکر مرجاتاہے ؀

ایک ایسے عیاش کے گناہون کی سزا صرف اسکا مرجانا ہی ہوتا تو غنیمت
تھا لیکن امراض مذکورہ مین سے بہت سے مرض مثل آتشک کے موروثی ہین
جو نسلاً بعد نسلاً چلے جاتے ہین اور کمزور والدین کی اولاد بھی کمزور ہوتی ہے؀
پس دیگر اقالیم کے مسلمانون کا حال تو بخوبی معلوم نہین مگر ہندوستانی
مسلمانون کی بابت تو بہت آدمیون کا یہہ خیال ہے کہ جب یہہ دولت وسلطنت
کے مالک ہوئے اور ہندیون نے ان کی تلوار کا لوہا مان لیا تو بے کھٹکے ہوکر
آرام طلبی وعیاشی کی سوجھی اور اکثر آدمیون کے نزدیک عیش کا مقصد
اعلی جو کثرت مباشرت ہے وہ ان کو حاصل ہوا تو پھر اسکے نتائج مین مبتلا ہوئے
یعنی تمام ہمت وشجاعت وذکاوت رخصت ہوئی - تھوڑی دیر کی سخت مضر
رسان لذت کے حاصل کرنے اور پھر بدل ما یتحلل کے تقاضے سے عمدہ عمدہ
غذا کھانے و کمزوری کے سبب سونے و سست پڑے رہنے کے سوا تمام

کام جنسے ملک و دولت و علم و ثروت کی ترقی ہوتی ہے بہول گئے - اور
اولاد جو ہوئی اُسنے اپنی بزرگون کے عیاشی کے طریقے جو دیکھے تہے اُسمین
روز بروز ترقی کی اور کثرت مباشرت کے جو نتایج ہین اون مین اعلیٰ درجہ
کی سند حاصل کرلی یعنی کمزور والدین کی اولاد موروثی کمزور ہوتی چلی آئی
اور آرام طلبی و کاہلی جو پیدا ہوگئی تہی اُسکے سبب سے سلطنت و دولت مین
زوال آگیا - مفلس ہوتے گئے - مایحتاج کے میسر ہونے مین خلل پڑا -
اور رفتہ رفتہ تمام قوم نہین تو اکثر مسلمانون کا جسم و دماغ ایسا کمزور ہوگیا
کہ اونکے محنت کے ہی متحمل نہین ہوتے - بڑے جوش سے جس کام کو شروع
کرتے ہین اُس مین ہی بہت جلد ہمت ہار جاتے ہین - اگرچہ ذاتی ذہانت
کی وجہ سے بچپن مین ذہین معلوم ہوتے ہین مگر جسم و دماغ کی موروثی
کمزوری و خراب تعلیم اُن کو کچھہ نہین کرنے دیتی اور سائنس و لٹریچر جسکے
حاصل کرنے مین محنت دماغی درکار ہے اُسمین کامیاب نہین ہوتے - اور
بے علمی و کمزوری و کم ہمتی و خراب تعلیم و افلاس سنے اون کی یہہ حالت کردی
کہ علمیت و حکومت کیا زراعت و حرفت و تجارت و ملازمت وغیرہ تمام صیغو نمین
اپنے ہمعصرون سے بہی کم رتبہ ہوگئے ؛

الغرض زوال سلطنت کی وجہ - افلاس کا باعث - بہت سے امراض کا
سبب ہی کیا اچہی طرح غور کرکے دیکہا جائے تو میرے نزدیک تمام
دینی و دنیاوی ترقیات کی مانع و ہارج مباشرت کی زیادتی ہے پہر
کسطرح ہوسکتا ہے کہ بنظر عیاشی کثرت ازدواج کو مین بہتر سمجہون ؛

دہ بحمد اللہ نے مجھے اس آفت سے بچایا ہے لیکن پرانے قصون و کہانیون
نے بہی ہمین اسباب سے آگاہ نہین کیا کہ جس مرد کے دو یا زیادہ بیویان ہوتی
ہین اُسکی زندگی بوجہ نزاع خانگی کس آفت سے کٹتی ہے بلکہ کہی جگہہ مین نے
بچشم خود دیکہا اور سنا تو لکہنو کے امیر زادے ابوطالب خان کا قول یاد آجاتا
ہے جسنے یورپ کی سیر سے آکر ایک کتاب لکہی تہی اور اُسمین لکہا ہے کہ دو
بیویون کے ہمراہ رہنے سے دو شیرون کے ساتھ رہنا آسان ہے۔

اگر کوئی غریب دو بیویون کا شوہر ہے تو دیگر نزاع خانگی مین دخل دینے
کے علاوہ اُنکے خور و پوش کا سامان برابر مہیا کرنے کی ہی اسقدر فکر ہوتی
ہے کہ زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔ اور جو امیر ہے اور محتاج سے
مستغنی تو ایک بیوی اپنی طرف کہینچتی ہے اور دوسری اپنی طرف۔ اور
جس ایک طرف میان جہکتے ہین تو دوسری ناراض ہو کر اپنے میان اور انکی
چہیتی بیوی کے تمام عیش اور خوشی کو خاک مین ملا دیتی ہے دو یا زیادہ
بیویون کی اولاد مین اکثر ایسے جہگڑے ہوتے ہین کہ ایک دوسرے کی عزت و
مال کیا خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔

عام لوگون مین ایک چور کی کہانی مشہور ہے خدا جانے وہ سچ ہے یا جہوٹ
مگر کم درجہ کے بعض دو بیوی والون کی حالت کو دیکہہ کر معلوم ہوتا ہے کہ
شاید صحیح ہو اور صحیح نہو تو حسب حال تو ضرور ہے اور وہ یہ ہے۔

کوئی چور ایک دولتمند نامہذب شخص کے یہان چوری کرنے گیا اُسکے دو
بیویان تہین ایک بالاخانہ پر رہتی تہی اور دوسری نیچے کے مکان مین

میان نے بالاخانہ پر جانے کا ارادہ کیا اور نیچے کی رہنے والی نے دیکھا تو میان کے پاؤن زور سے پکڑ کے نیچے کو اتارنے لگی اور اوپر والی کو معلوم ہوا تو وہ شوہر کو اوپر کو کھینچنے لگی مگر خاوند صاحب رات بھر اس اینچا تانی مین رہے اور چور جو چوری کو گیا تھا وہ ان تینون کا تماشا دیکھتا رہا صبح ہوگئی۔ پکڑا گیا۔ چوری کے ارادہ کا اقرار کیا۔

جب قانون مروج الوقت کے بموجب مدعی سے پوچھا گیا کہ چور کو کیا سزا دلانا چاہتے ہو تو اسنے فتوی دیا کہ اسکی دو شادیان کرادی جاوین۔ چور نے مدعی کی سرگذشت بیان کرکے عرض کیا کہ خواہ کیسی ہی سخت سزا دیجائے حتی کہ پھانسی کیون نہ ہوجائے مگر دو بیویان کرنا ہرگز منظور نہین کیونکہ اُسکے برابر مصیبت کسی سزا مین نہین ہوتی ٭

قصہ مختصر ایک خاوند کے دو بیویان ہون تو اُن مین اور اُن کی اولاد مین اتفاق تو بہت کم دیکھا جاتا ہے اکثر باہمی تنازع و تکرار و فساد اسقدر ہوتا ہے کہ اُس گھر سے عیش و آرام مفقود و ہر دم فکر و رنج موجود رہتا ہے۔ اور اس بات سے مجھی انکار نہین ہے تو پھر کب ممکن ہے کہ ایسی صورت مین ایک بیوی پر کئی بیوی کرنیکو ترجیح دون ٭

سوم کہتے ہین کہ از روئے مردم شماری دنیا مین عورتین زیادہ ہین مگر جب تک ضرورت ثابت نہ کی جائے صرف اُنکی زیادتی اس بات کی دلیل نہین ہوسکتی کہ ایک مرد کئی عورتین کرسکتا ہے کیونکہ چوکے یا دسترخوان یا میز پر کھانا زیادہ چنا ہو تو یہ ضرور نہین کہ بہت سا کھا لیا جائے ٭

چہارم - کثرت ازدواج کو ناجایز جاننے والے لکھتے ہین کہ کئی بیویان کرنے سے زن وشو کے مساوات کے درجہ مین فرق پڑجاتا ہے اور جو لوگ جایز سمجھتے ہین وہ شاید بے دلیل اس سے انکار کرتے ہین لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ عورتون کو برابری کا حق حاصل نہین ہوتا - مگر میرا یہ خیال بہی ہے کہ کئی بیویان کیا ایک بیوی ہو تو بہی انتظام کی خوبی اسی مین ہے کہ مرد وعورت کا رتبہ مساوی نہو بلکہ مرد مثل بادشاہ کے سمجہا جائے اور عورت مثل وزیر کے ؀

اگرچہ آج کل اکثر آدمیون کا یہی خیال ہے کہ اس آزادی کے وقت مین عورت ومرد کیا کل انتظام مدارج گذمڈ ہوکر برابر ہو جائین تو بہتر ہے مگر گزشتہ وموجودہ زمانہ کے اعلیٰ رادنے لوگون کے تعلقات کو بنظر انصاف دیکہا جائے توصاف معلوم ہو سکتا ہے کہ دعوی کرنا - کتابون مین لکھدینا اور بات ہے اور عمل کرنا اور بات ہے ؀

ہندو جس زمانہ مین اعلیٰ درجہ کے مہذب وسر ب بیاپک کے مسئلہ سے خوب واقف تہے - جب ہندوستان کے مالک ہوئے اور یہان کے قدیم باشندے اُنکے مطیع ہوگئے تو اُن کو ہمسر نہ بنایا بلکہ خدمتگاری کا درجہ عطا فرمایا ؀

مسلمانون کا مذہبی قول ہے کہ جب کسی فرقہ کو کسی گروہ کا آدمی اسلام قبول کرلے تو اُسکے تمام حقوق مساوی ہو جاتے ہین لیکن ہنگیرون دیاربا شون کے علاوہ فیصدی کسقدر شیخ سید مغل پٹہان ایسے ہین جو ایک غریب مسلمان

دھُنیے یا جولاہے وغیرہ کو اپنے برابر بیٹھا دیکھکر رنجیدہ خاطر ہون ؟
اہل یورپ جنکی بابت مانا گیا ہے کہ اُنکی سی تہذیب آج تک کسی کو حاصل ہی نہیں ہوئی اور اُن کو بھی خود اس بات کا دعوی ہے کہ سب کے حقوق کو ہم برابر جانتے ہین مگر ایک معقول آدمی نے یورپ کے کسی بادشاہ کی یہہ حکایت مجھسے بیان کی کہ عرصہ ہوا جب ایک شخص نے مدلل مضمون لکھکر ثابت کیا کہ سب کا درجہ مساوی ہونا چاہیے اور چونکہ وہ مضمون عوام کے مطلب کا تھا سبنے پسند کیا اور اُسکی یہان تک شہرت ہوئی کہ بادشاہ کے کانون تک پہنچی اور بادشاہ نے بھی اوس مضمون کو دیکھا تو مصنف کو مدعو کیا اور ایک خادم کے ساتھ میز پر کھانے کو بٹھا دیا لیکن یہہ فعل اُس شخص کو ناگوار معلوم ہوا تو بادشاہ نے اُسے شرم دلاکر اُسکے مضمون کی غلطی اُسپر ظاہر کی۔
اگر یہہ کہا جائے کہ اُس زمانہ مین اسقدر تہذیب کی ترقی نہین ہوئی تھی یا ایک دو شخص کی غلطی سے سب پر حرف نہین آسکتا۔ آج کل تو سب کے حقوق برابر سمجھے جاتے ہین۔
یہہ بات صحیح ہے تو نیشنل کانگریس کے حامی بڑے بڑے عہدی و مدارج عطا ہونے کی کیون شکایت کرتے ہین ؟
اور بہت سے عقلا کیون اُنکی شکایت کو بیجا سمجھتے ہین ؟
کوئی نیٹو دان کوئی نیٹو۔ دیسی عیسائی و خاص یورپین کے مابین عام و خاص جلسون مین کیون فرق کیا جاتا ہے ؟
نہین نہین۔ حق یہہ ہے کہ مستثنیات و دعوئے زبانی و لفاظی کو نظر انداز

کرکے گزشتہ و موجودہ واقعات پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید منشار قدرت یہی ہے کہ خداوندون حاکم و محکوم فاتح و مفتوح عالم و جاہل قوی و کمزور اُستاد و شاگرد پدر و فرزند مرد و عورت کے مدارج یکسان نہ سمجھے جائین بلکہ ضرور اُن مین فرق ہونا چاہئے۔ ہان۔ یہہ کسیطرح مناسب نہین ہے کہ اعلی درجہ والے ادنٰے درجہ والونکو کمزور یا وحشی یا نیم وحشی سمجھکر اُن پر ظلم کرین یا اون کے واجبی حقوق کا لحاظ نہ رکھین۔

پس یہہ دلیل کہ کئی بیویان ہونے سے زن و شوہر کا درجہ مساوی نہین رہتا ایسی نہین ہے جسکی وجہ سے تعدد ازدواج کو جایز یا ناجایز سمجھا جائے۔

پنجم۔ جون ڈیون پورٹ صاحب لکھتے ہین کہ افلاطون اور ایک اور نامی حکیم پور قدوس نے ایک سے زیادہ نکاح جایز ہونے پر کتابین لکھی ہین۔

اگرچہ یہہ دستور ہے کہ جب تصدیق کلام کے لئے کسی نامی حکیم کا قول پیش کیا جاتا ہے تو اکثر آدمی اُسکو تسلیم کر لیتے ہین لیکن جب ہمنے اُن کتابونکو نہین پڑہا اور نہ اُنکے مضامین سُنے جو ہکو واضح طور پر معلوم ہوتا کہ وہ کون سے معقول دلائل ہین جنسے کثرت ازدواج کو اُنھون نے جایز ٹھرایا ہے تو پہر صرف ایک مورخ کے کہنے پر بے دلیل مان لینا خلاف عقل نہین ہے تو کیا ہے؟

ششم۔ مون صاحب کہتے ہین کہ گرم ملکون مین بہ نسبت سرد ملکون کے عورتین جلد بالغ و بہت ہی جلد بوڑہیا ہو جاتی ہین بدین وجہ مشرقی گرم ملکون

مین کئی عورتین کرنا نامناسب نہین ہے۔ پس مین اسکو تسلیم کرتا ہون کہ بلوغت وضعیفی پر ملک کی گرمی وسردی کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان مین اکثر بارہ برس کی عورتین بالغ ہوجاتی ہین اور پچاس برس کی عمر کے بعد انکے بچہ پیدا ہونے کی امید نہین رہتی۔ اور یورپ مین بیس پچیس برس کی عورت بالغ ہوتی ہے اور بذریعہ اخبارات معلوم ہوا کہ ستّر برس اور اس سے زیادہ کی عمر مین بعض عورتون نے نکاح کیا اور وہ صاحب اولاد ہوئین مگر یہہ دلیل اس وجہ سے کثرت ازدواج کے لئے معقول نہین ہے کہ گو مردون کی طاقت بہ نسبت عورتون کے قدرتی زیادہ ہوتی ہے لیکن ملک کی گرمی وسردی کا اثر عورت و مرد دونون پر یکسان پڑتا ہے مثلاً ہندوستان مین عورت کو جو بلوغت کا درجہ بارہ برس کی عمر مین حاصل ہوتا ہے وہی مرد کو چودہ پندرہ برس کی عمر مین۔ اور گو ایسی مثالین بھی ہین کہ ستّر و اسّی برس کی عمر مین بھی ہندوستان کے مرد صاحب اولاد ہوئے ہین و ہوتے ہین اور عورتین پچاس برس کی عمر کے بعد حاملہ ہونے کے قابل نہین رہتین مگر اکثر یہی دیکھا جاتا ہے کہ جس عمر مین عورت ضعیف ہوتی ہین قریب اسی عمر مین مرد بوڑہا ہوجاتا ہے اور ساٹھ ستّر برس کا مرد بخیال اولاد یا بغرض حظ نفس دوسری شادی کرتا ہے تو لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اسکے ساتھ تمسخر کرتے ہین علاوہ برین اطباء یونان کا قول ہے کہ جب ساٹھ برس کی عمر ہوجائے تو دموی مزاج ہو یا صفراوی بلغمی ہو یا سوداوی ہر مزاج والے کو آخر عمر تک

مجامعت سے پرہیز کرنا چاہئیے پس اول تو مردوں و عورتوں کی بلوغت و ضعیفی کا زمانہ قریب قریب ہے دوسرے عورتوں کی نسبت پانچ سات برس زیادہ تک مردوں مین قوت تولید باقی رہتی ہے تو اُس زمانہ مین بالخصوص شادی کرنا قابل تحکم ہے اسلئے یہہ دلیل ایسی نہین ہے جس سے مرد کو کئی نکاح کرنے کی واقعی ضرورت ہو سکے

بہر حال بنظر عیاشی کثرت ازدواج کو جائز نہین سمجھتا اور اسمین جو خرابیان ہین اُن کو بھی خوب جانتا ہوں جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے مگر تو بھی اولاد کے پیدا کرنے سے زیادہ بیویان کرنے کے واسطے ہین دستیاب کر رہا ہوں لیکن میرے نزدیک اس مسئلہ کی مؤید جو دلیل ہے وہ یہہ ہے ؛

دلیل خاص

عورتوں سے مردوں کو دلی طمانیت جو حاصل ہوتی ہے اور انتظام خانگی مین مدد ملتی ہے یہہ ایک چھوٹی بات ہے لیکن زن و مرد کے اعضا اور اُن کے افعال و طبیعت کے بیان پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ مقصد و منشاء قدرت زن و مرد کی صحبت سے یہ ہے کہ توالد و تناسل ہو - چنانچہ ہندی حکیم کہتے ہین کہ جب عورت ایام ماہواری سے فارغ ہوجائے تو سولہ روز تک اور ڈاکٹر کہتے ہین کہ دو ہفتہ و بقول بعض ایک ہفتہ تک و بقول ڈبلیو ایس کرسی ایم ڈی سا حیض ہونے سے ایک روز پہلے یا ایک دو روز پیچھے تک زن و مرد یکجا ہوان تو حمل قرار پاجاتا ہے ؛

بعد قرار پانے حمل بقول ڈاکٹر اگیمٹن صاحب عورتون کو اشتہاء نفسانی نہین ہوتی۔ فم رحم بند ہو جاتا ہے۔ حیض نہین آتا۔ حاملہ مریض کی مانند ہو جاتی ہے یعنی بیچینی و بیقراری وکلیجہ کی جلن و بیخوابی و متلی و قے وعدم اشتہا وغیرہ مین مبتلا ہو جاتی ہے۔ کبھی قبض یا یرقان یا ورم یا تکلیف تنفس وغیرہ خاص امراض مین سے کوئی مرض ہو جاتا ہے۔ پہلی سی دلفریب صورت نہین رہتی چہرہ پر غمگینی و پژمردگی چھا جاتی ہے۔ پیٹ بڑہ جاتا ہے۔ کبھی ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہین۔ گاہے مُنہ سے رال ٹپکتی ہے ؛

نو ماہ بعد جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بقول اکثر چالیس روز تک خون نفاس آتا ہے۔ زچہ کی رنگت زرد اور وہ لاغر ہو جاتی ہے۔

حاملہ کی پستان تو دوسرے مہینے سے بڑہنے لگتی ہین مگر بعد تولد بچہ کے اُن مین دودہ اُتر آتا ہے جس سے یہہ قدرت کا منشا معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو اُس کی ماں ہی دودہ پلائے چنانچہ ہندوستان مین زیادہ تر ماں ہی اپنے بچہ کو دودہ پلاتی ہے یورپ والون کی مانند دوسری دایہ سے پرورش نہین کرائی جاتی بلکہ یہان تو اس بات سے بہی کم آدمی واقف ہین کہ جس عورت کو سل یا فالج یا جنون یا مرگی یا سرطان کا عارضہ یا اور کوئی عصبی مرض یا خنازیری مزاج ہو یا ادنے بات سے ڈرجاتی ہو یا زیادہ غصہ ور یا نہایت کمزور ماں ہو تو اپنے بچہ کو کسی دوسری دایہ کو دیدے ؛

بچہ کو دودہ پلانے کا عرصہ ڈاکٹرون کے نزدیک ایک سال اور بچہ کمزور

ہو تو اس سے کچھ زیادہ ہے مگر اطباء یونان لڑکے کو پونے دو برس اور لڑکی کو سوا دو برس دودھ پلانے کا حکم کرتے ہین ؛

قصہ مختصر۔ یوم قرار یابی حمل سے دودھ چھڑانے کے دن تک جو بقول ڈاکٹرون کے ایک برس نو ماہ یا کچھ زیادہ کا عرصہ اور بقول اطبا تین برس ایک ماہ کا زمانہ ہوتا ہے اس مین عورت حسب قانون قدرت قابل مجامعت نہین رہتی اور اسی وجہ سے ان ایام مین اطبا قربت کو منع کرتے ہین - اور جو لوگ قانون قدرت کو توڑتے ہین وہ سزا پاتے ہین یعنی ایام حمل مین فم رحم بند و عورت کا بدشکل ہونا وغیرہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس سے مقاربت نہ کی جائے اور جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اُسکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ کبھی کثرت یا بے احتیاطی کے سبب حمل اسقاط ہو جاتا ہے - زیادہ ایام کا حمل ہو تو گاہے مرد کو سوزاک کے عارضہ مین مبتلا ہونا ہوتا ہے - اور یہہ تو ضرور ہے کہ جنین کی پرورش مین کم و بیش خلل پڑتا ہے - اور بار بار عورت کو جوش پیدا ہونے کے سبب جنین کی طبیعت کا میلان کوریا و ہسٹیریا و مرگی وغیرہ عصبی امراض کی طرف ہو جاتا ہے اور آج کل بہت آدمی کمزور و عصبی امراض مین مبتلا جو دکھلائی دیتے ہین منجملہ دیگر اسباب کے غالباً اسکا بڑا سبب یہی ہے ؛

بچہ کو اُس کی مان ہی دودھ پلائے تو دونون تندرست رہتے ہین

کیونکہ بچہ کو صحیح سالم ماں کے دودہ سے زیادہ اور کسی کا دودہ یا اور کوئی شئے موافق نہین ہوتی اور ایام رضاعت مین بہ نسبت دیگر ایام کے عورت زیادہ تندرست رہتی ہے اور بلا وجہ خاص صرف اپنے آرام و عیش کے خیال سے کوئی اس قانون کی پابندی نکرے تو یہہ سزا ملتی ہے کہ عورت کی چھاتیان پک جاتی ہین یا بار بار حمل ٹھہرنے سے جلد بوڑہیا و ضعیف ہو جاتی ہین۔ سرطان کی بیماری سے بقول ڈاکٹر کوپر اکثر محفوظ نہین رہتین۔ اور دوسری دایہ کا دودہ پینے یا مصنوعی غذا سے پرورش پانے کے سبب اپنی ماں کا دودہ پینے والے کی نسبت بچہ زیادہ تر امراض مین مبتلا ہوتا ہے اور بہت بچون کی جان اسی وجہ سے تلف ہو جاتی ہے چنانچہ ڈاکٹر وینٹر صاحب نے امریکہ و انگلینڈ کے نقشہ اموات سے ثابت کیا ہے کہ دایہ کے دودہ سے پلنے والے اپنی ماں کے دودہ سے پرورش پانے والے بچون کی نسبت زیادہ مرتے ہین ؛

ایام رضاعت مین عورت کو حیض کا نہ آنا و بقول ڈاکٹر اکیٹن صاحب اشتہاء قربت کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت مرد کے پاس نہ جائے اور اسکے خلاف کرنے سے یہہ ہوتا ہے کہ عورت کو بھی بعض دفعہ تکلیف ہوتی ہے خصوصاً بچہ ایسی حالت مین دودہ پیتا ہے تو ضرور بیمار پڑجاتا ہے۔ اُسکو سبز رنگ کے پھٹے پھٹے دست آنے لگتے ہین ہیضہ ہو جاتی ہے اور یقیناً بہت بچون کی موت کا یہی سبب ہوتا ہے ؛

اور بچہ کی عمر کئی ماہ کی ہو اور حمل قرار پا جائے تو دایہ مقرر کرنے سے تو وہی
نقصان ہے جو اوپر بیان ہوا اور بوجہ افلاس یا علاج دایہ نہ رکھی جائے
تو جنین کو بھی ضرر ہوتا ہے اور بچہ بھی ناکارہ دودھ پیکر بیمار پڑ جاتا ہے
اور آخر مر بھی سکتا ہے ؛

اب انصاف سے سوچنا چاہیے کہ حسب قانون قدرت ایسی حالت مین عورت
پونے دو یا تین برس مجامعت کے قابل نہین رہتی اور اس قاعدہ کو
توڑنے سے زن و مرد کو اکثر امراض پیدا ہو سکتے ہین اور بہت سی نفتی جانین
اس بے احتیاطی سے یقیناً تلف ہو جاتی ہین تو پھر کیا مرد کے لئے یہہ امر ضروری
اور نہایت ضروری نہین ہے کہ اس عرصہ مین عورت سے قربت نہ کرے ؟
ہٹ دہرمی و مانے ہوئے اقوال یا اپنے کلام کی پیروی کرنا تو دوسری بات
ہے مگر ایام حمل و رضاعت مین مجامعت کرنے سے ایسے ہی نقصان ہین جیسا کہ
اطبا نے بیان کئے ہین تو میرے نزدیک اس سوال کا یہی جواب ہوگا کہ زمانہ
مذکورہ مین بیشک مرد کو عورت سے علیحدہ رہنا ضرور ہے ؛

اچھا اب مردون کی طرف خیال کرنا چاہیئے کہ ایسے جتی و رہبان الشہوت
آج کل کسقدر ہین کہ باوجود موجود ہونے کے ایام حمل و رضاعت مین عورت
کی قربت سے محترز رہین ؟
اسکے جواب مین کوئی یہہ کہے کہ متقدمین حکما ءمین سے ایک حکیم کا جو قول ہے کہ
عمر بھر مین ایکبار جماع کرنا چاہیئے ۔ ہمارا عمل تو اسپر ہے ۔ پس ایسے شخص کو مناسب
ہے کہ وہ ایک نکاح بھی نہ کرے تو کچھ مضایقہ نہین ؛

اور جو یہہ کہے کہ ہم تو بقراط کے قول کے پابند ہین جسنے سال مین ایک بار اس فعل کے کرنیکی اجازت دی ہے - ایسے آدمی کو چاہئیے کہ وہ ایک ہی نکاح کرے کیونکہ جو ایک سال نباہ سکتا ہے ممکن ہے کہ دو یا تین سال تک بھی پرہیز رکھے

اور جو سچا منصف مزاج آدمی یہہ کہے کہ صاحب - حمل و رضاعت کی مدت دو یا تین سال کی ہے - اس قدر دراز عرصہ تک تو باوجود موجود ہونے زن منکوحہ کے محترز رہنا اس زمانہ مین ناممکن ہے - تو بیشک اُس کا یہی جواب ہوگا - کہ یا تو احتیاط کرو - یا اُن سزاؤن کو بھگتو جو قانون مذکور کے خلاف کرنے سے بھگتنی پڑتی ہین - یا ایک سے زیادہ نکاح کرنیکو قانون قدرت کے مطابق سمجھو اور طاقت وحیثیت وعدالت کا لحاظ کرکے اُسپر عمل کرو - اور کسی مذہب کو مانتے ہو اور حرام کروگے تو تم ہو اور دوزخ یا نرگ یا ہیل ؛

وما علینا الا البلاغ

تمام شد

اشتہار

میڈیکل رفارمر

یہہ ماہواری رسالہ جسکی ضخامت [۱۸] صفحہ ہین اُردو مین ہر مہینے شایع ہوتا ہے قیمت سالانہ معہ محصول عہ ششماہی عہ وسہ ماہی ۱۲ار اور ایک پرچہ کی قیمت ۴ار

آج کل علم طب و جراحی کیمیا گری وغیرہ مین جو ترقیان ہو رہی ہین اور جنکا جاننا بیدن و طبیبون عموماً و ڈاکٹرونکو خصوصاً نہایت ضرور ہے وہ سب باتین یعنی نئے و نادر تجربے اطبای یورپ و امریکہ و ہندوستانکے مشہور و معروف انگریزی طبی اخبارون و نیز طبی مستند کتابونسے بذریعہ ترجمہ انتخاب کرکے درج ہوا کرینگے ؛



سستا اخبار

اسمین آگرہ کی خبرین مفصل و دیگر ممالک کی خبرین چھوٹے جملون مین و حفظ صحت کے ضروری قواعد متقدمین و متاخرین حکما کے اقوال و سوانح عمری و دیگر مفید مضامین درج ہوتے ہین - ابھی ہفتہ وار نکلتا ہے - چار ورق کی اسکی بساط ہے قیمت بھی نہایت مختصر ہے -

قیمت سالانہ اہل شہر سے جو خود منگالین ۱۲ار
ایضاً جو مطبع کا آدمی پہونچاوے ۱۴ار
قیمت سالانہ بیرونجات سے معہ محصول ڈاک عسہ ۸ار

المشتہر سید امداد علی مہتمم میڈیکل رفارمر و سستا اخبار آگرہ محلہ صابن کٹرہ مطبع ممتازیہ

الاعلان

العبد
المسکین محمد محی الدین الجعفری الزینبی الالہ ابادی

دفعہ اول ۵۰۰ جلد - قیمت فی مجلد علاوہ محصول ۸ -